روحِ تحقیق، جلد۲، شمارہ۴، مسلسل شمارہ:۶، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۲۴ء

سید محمد مقیم محکم الدینؒ: احوال و آثار

SYED MUHAMMAD MUQEEM MOHKAM UD DIN LIFE AND WORKS

انیلہ رزاق

پی ایچ ڈی اسکالر (فارسی)، شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

ڈاکٹر نسیم الرحمن

اسسٹنٹ پروفیسر فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

Abstract:

The Persian language came to the subcontinent with the Muslim rulers, but it was the "Sufis" of the subcontinent who did more to promote it. "Sufis" wrote books in the local languages of the subcontinent as well as Persian. The series of this literary contribution continued in every age. Syed Muhammad Muqeem Mohkam Ud Din (RA) is such a personality. Syed Muhammad Muqeem is one of the Sufis of the 11th century Hijri who played an excellent role in the promotion of Islamic teachings. He compiled a book called "Dur Al-Ajaib" in Persian for religious guidance, which still serves as a guide for the followers of "Tariqat". In this article, the life history of Syed Muhammad Muqeem and his book Dur Al-Ajaib is briefly introduced and reviewed.

Keywords:

برصغیر، صوفیا، سید محمد مقیم، درالعجائب، فارسی، زبان و ادب، غزنوی۔

برصغیر میں فارسی زبان کا آغاز مسلمانوں کی آمد سے ہوا۔ غزنوی فاتحین جب برصغیر میں آئے تو فارسی زبان کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ غزنوی بادشاہ خود عالم و فاضل تھے اور شاعروں، ادیبوں اور صوفیائے کرام کی بھرپور ہمت افزائی کرتے تھے۔ اس سرپرستی کا نتیجہ تھا کہ دور دور سے فارسی شعراء اور علماء یہاں آکر آباد ہوئے۔ اور فارسی برصغیر میں وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والی زبان بن گئی۔

غزنوی دور میں فارسی زبان کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کو بھی فروغ حاصل ہوا اور ایران سے آنے والے صوفیائے کرام نے برصغیر میں اسلام کی دولت کو عام کیا۔ ان اولیائے کرام نے اپنے حسنِ اخلاق و کردار، احترام انسانیت اور اسلامی مساوات کے جذبے سے مقامی لوگوں کو متاثر کیا۔ یہی سبب ہے کہ برصغیر میں تمام مذاہب کے لوگ آج بھی مسلمان صوفیوں سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام نے اوائل میں فارسی زبان کو ذریعۂ اظہار بنایا جو علمی، سرکاری اور دفتری زبان تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ آہستہ آہستہ مقامی زبانوں کو بھی رابطے کا وسیلہ بناتے رہے مگر فارسی زبان میں تصنیف و تالیف کی روایت اپنے عروج پر رہی اور ہر دور میں صوفیا نے فارسی زبان میں عرفانی مطالب پیش کیے اور اس طرح برصغیر میں صوفیوں نے فارسی زبان و ادب کا گراں قدر ذخیرۂ تخلیق یادگار چھوڑا۔ لاہور کے مشہور صوفی بزرگ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش نے برصغیر میں تصوف و عرفان پر پہلی فارسی کتاب "کشف المحجوب" لکھی۔ اس کے بعد

تصوف پر مشتمل کتابوں کا سلسلہ چل نکلا اور سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں جن میں تصوف کی تربیتی کتابیں بھی ہیں، اولیاء کرام کے تذکرے بھی؛ ملفوظات بھی، خطبات اور مکتوبات بھی اور سب سے بڑھ کر عظیم الشان صوفیانہ اور اخلاقی شاعری بھی۔ گیارہویں صدی کے صوفیاء میں سے ایک اہم صاحب تصنیف شخصیت سید محمد مقیم محکم الدینؒ کی ہے۔

احوال زندگانی سید محمد مقیم محکم الدینؒ:

سید محمد مقیمؒ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے صوفی بزرگ ہیں۔ آپ کا لقب محکم الدین ہے اور آپ عوام وخواص میں "حضرت شاہ مقیمؒ" کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کی خانقاہ موجودہ ضلع اوکاڑا کے ایک قصبہ حجرہ شاہ مقیم میں واقع ہے۔ سید محمد مقیمؒ کے جدامجد جو میراں بہاول شیر قلندرؒ کے نام سے معروف ہیں، بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ تذکرۂ مقیمی میں ان کا شجرۂ نسب یوں دیا گیا ہے:

"حضرت بہاء الشیر بن سید محمود بن سید علاء الدین اسمہ ثانی زین العابدین بن سید فتح الدین بن سید صدر الدین بن سید طہر الدین بن سید شمس الدین ثانی اسمہ شمس العارفین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبد الرزاق بن جناب غوث محی الدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین (۱)"

سید بہاول شیر قلندرؒ کم عمری میں اپنے والد سید محمود کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور بدایوں میں مقیم ہوئے۔ ان کے والد گرامی نے بدایوں میں وفات پائی اور ان کا مزار آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے (۲)۔ مختلف علاقوں کی سیر کرتے ہوئے حجرہ شاہ مقیم تشریف لائے اور یہاں پڑاؤ ڈالا اور خانقاہ ترتیب دی۔ آپ نے تین سو سال سے کچھ کم عمر پائی۔ آپ اکثر مراقبوں میں مشغول رہتے تھے اور کم سے کم مراقبہ کی مدت بارہ سال ہے۔ مؤلف تذکرہ مقیمی نے لکھا ہے:

"وعمر شریف آنجناب فوق تراز دوصد وپنجاہ بود بقدری کمتر از سیصد۔ واکثر عمر در اربعینات متصرف شد وادنی مدت اربعین آنجناب دوازدہ سال است (۳)۔ "

آپ کا یہ نعرہ مخلوق میں زبان زد عام اور فیوض وبرکات کا منبع ہے: "دم میراں لعل پاک بہاول شیر قلندر"

حجرہ شاہ مقیم کے بزرگ بتاتے ہیں کہ حضرت شاہ مقیمؒ کی ولادت سے پہلے حجرہ شاہ مقیم کا نام "پتھروال" تھا۔ محمد حسین آزاد القادری نے بھی یہی نام دیا ہے (۴) جبکہ صاحب تحقیقات چشتی نے لکھا ہے کہ اس علاقہ کا نام "دھولاں" تھا۔ (۵) سید محمد مقیم کی پیدائش ہوئی تو ان کے نام کی مناسبت سے اس علاقہ کا نام حجرہ شاہ مقیم پڑ گیا۔ صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح درج کیا ہے:

"حضرت شاہ مقیم قادری بن شاہ ابو المعالی بن شاہ نور بن حضرت میر العل بہاول قلندر حجروی (۶)"

تحقیقات چشتی میں آپ کا سال ولادت ۱۰۱۳ ہجری لکھا ہے (۷) مگر تذکرۂ مقیمی کے مطابق آپ کا وصال ۱۰۵۰ ہجری میں ہوا (۸) اور آپ نے بیالیس سال عمر پائی (۹) ۔ اس لیے آپ کا سال ولادت ۱۰۰۸ ہجری قمری قیاس کیا جا سکتا ہے۔ صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ نے بھی تاریخ ولادت یہی لکھی ہے:

"ولادت آپ کی یکم رمضان ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء بعہد جہانگیر بادشاہ ہوئی (۱۰)۔"

بہت چھوٹی عمر میں سید محمد مقیم کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ ظاہری تعلیم وتربیت کے بعد باطنی تعلیم کی طرف توجہ ہوئی تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ کا حصہ لاہور میں ایک بزرگ کے پاس ہے چنانچہ آپ نے باطنی تعلیم لاہور کے ایک

بزرگ سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر سے حاصل کی۔صاحب تذکرۂ مقیمی نے لکھا ہے:

"ہر یکی از سلف این سلسلہ عالیہ الی الآن گشت استر شاد بہ خدمت والد خود نمودہ اند الا آن حضرت کہ استر شاد ایشان بہ جناب عالی شاہ جمال اللہ خواہر زادہ جناب قدسی مآب غوث محی الدین کہ حیات المیر نیز گویند، تعلق گرفت و آن چنان بود کہ بعد وفات پدر چون صغر سنی ایشان سپری شد، ہر روز بہ قبر مبارک جد کلان خود معانقہ نمودہ در خواب می رفتند و بہ الحاح تمام استر شاد می نمودند۔ یک روز معائنہ کردند کہ آن جناب از قبر مبارک بر آمدہ فرمودند کہ نصیب شما از جناب عالی شاہ جمال اللہ است۔ باید کہ بہ لاہور توجہ نمایند۔ ایشان بہ حسب ارشاد ہمچنان کردند(۱۱)۔"

آپ کا شجرۂ طریقت تیرہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم تک پہنچتا ہے:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

حضرت حبیب عجمیؒ

حضرت خواجہ داؤد طائیؒ

حضرت خواجہ معروف کرخیؒ

حضرت شیخ سری سقطیؒ

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ

حضرت شیخ شبلیؒ

حضرت خواجہ عبدالواحدؒ

حضرت فرح طرطوسیاںؒ

حضرت زیجی حسینؒ

حضرت نور شاہ شیخ سعیدؒ

حضرت میراں محی الدین پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

حضرت حیات المیر عرف جمال اللہ شاہؒ

حضرت شاہ محمد مقیم محکم الدینؒ(۱۲)

اس کے بعد آپ نے حجرہ شاہ مقیم کو اپنی تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا اور طالبان حق کو راہ سلوک کی ہدایت کرتے رہے۔ آپ کے بارے میں آپ کے جد امجد حضرت میراں بہاول شیر قلندر پاکؒ نے پیشگوئی فرمائی تھی:

"حضرت میراں بہاول شیر قلندر پاک نے فرمار کھا تھا کہ میری اولاد میں تیسرے مقام پر ایک چراغ روشن ہوگا جس کے نور بیضا کے فضل سے دنیا کے اس مقام سے اس مقام تک (قاف تا قاف) روشنی پھیلے گی"۔(۱۳)

حضرت سید محمد مقیم کی زندگی اس فرمان کی سچی تصویر تھی۔ تذکرہ مقیمی کے مطابق آپ کا وصال بیالیس سال کی عمر میں ۱۰۵۰ق میں ہوا:

"وفات حضرت ایشان در نہم شوال است سنہ الف و خمسین (۱۰۵۰) چنانچہ از تعداد حروف عبارت "بدل داغ داد" تاریخ واقعہ آن سرور است، حساب سنین حاصل می آید (۱۴)۔"

تحقیقات چشتی میں آپ کا وصال ۱۰۵۵ ہجری میں لکھا ہوا ہے (۱۵)۔ لیکن صاحبِ تذکرۂ مقیمی چونکہ سید محمد مقیم رحمہ اللہ علیہ کا معاصر تھا اس لیے اس کی رائے زیادہ قرین قیاس ہے اور ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری نے بھی تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ میں اسی کو قرین قیاس قرار دیا ہے (۱۶)۔ حجرہ شاہ مقیم میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید محمد مقیم کے تین فرزند حضرت سخی صفی اللہ سیف الرحمن، سید علی امیر بالا پیر اور سید عبد اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ آپ کی سجادہ نشینی بڑے فرزند سید سیف الرحمن کے حصہ میں آئی (۱۷)۔ آپ کا فیضان برصغیر میں جاری و ساری ہے۔ پنجابی زبان کے معروف صوفی شاعر اور قادریہ سلسلہ کے بزرگ میاں محمد بخشؒ نے آپ کی شان میں لکھا ہے:

حضرت میراں شاہ مقیماں تیرا شان زیادہ
سوہنا سخی جدھے گھر جایا علی امیر شہزادہ
طوطے میناں خمرے بولن دھن مقیم محمد
گودی وچ کھڈاوے جس نوں آپ کریم محمد (۱۸)

آثار:

سید محمد مقیم کی صرف ایک تصنیف "در العجائب" ملتی ہے جو سالکین راہ حق کے لیے چراغ ہدایت ہے۔ صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ نے اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے آپ کی کچھ اور تصانیف بھی ہوں (۱۹) مگر کسی منابع میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

در العجائب:

در العجائب حضرت شاہ محمد مقیمؒ کی فارسی زبان میں لکھی گئی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا موضوع تربیت سالکان ہے اور صوفیانہ مطالب کو آیات و احادیث اور روایات کی مدد سے مفصل طور پر سمجھایا گیا ہے۔ "کتاب نہایت لاجواب ہے اور ایک اعلیٰ حیثیت کی مالک ہے، اس میں مسائل تصوف کا تذکرہ ہے (۲۰)۔" کتاب کا سن تالیف معلوم نہیں۔ چونکہ حضرت شاہ مقیم کی پیدائش ۱۰۰۸ق اور وصال ۱۰۵۰ق میں ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ کتاب ۱۰۳۰ق سے ۱۰۵۰ق کے دوران کسی سال میں تصنیف ہوئی۔ اس کتاب کے دو خطی نسخے لائبریریوں میں موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف) اسلام آباد، گنج بخش، شمارہ ۲۷۳۰: نستعلیق پختہ، سدۂ ۱۳ھ، آغاز برابر، ص ۱۹۲

ب) شیخوپورہ، مریدکے، محمد اسماعیل نوشاہی اعظمی، نستعلیق پختہ، عرفان محمد بن بسمل بن شاہ براق، ۱۲۹۲ھ، آغاز برابر، ۲۱۵ص (۲۱)

صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ نے ایک اور نسخے کا ذکر کیا ہے جس سے کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا:

"آپ کی کتاب در العجائب کا اردو ترجمہ لاہور سے ہو چکا ہے۔ یہ اردو ترجمہ اس فارسی قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے جو حضرت شاہ محمد امیر بالا پیر قادریؒ کے پاس تھا اور جس پر حضرت شاہ مقیم کے اپنے خاص دستخط موجود تھے۔"(۲۲)

کتاب کے مترجم نے ان الفاظ میں اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

"چونکہ قلمی نسخہ جات سے ہر ایک فرد بشرہ سعادت عظمیٰ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے بنابر رفاہ عالم تعبد طبع حضرت عارف الٰہی سید عارف علی شاہ سجادہ نشین آستانہ شریف حجروی کے علوئے شان پر یہ بیت صادق آتا ہے، بیت:

جد امجد سے ہے موروثی سخاوت آپ کی
داد گر دادا، پدر فیاض، بیٹا گنج بخش

اصل نسخہ فارسی سے اردو ترجمہ کرنے کا ارشاد عاصی پر معاصی حق نواز خان ولد دولت خان سکنہ جیٹھ پور کو جو آباؤاجداد سے سگ دربار آں حضور ہیں، فرمایا گیا۔ اس لیے اصل نسخہ فارسی سے اردو ترجمہ عبارت سلیس وعام فہم کیا گیا۔"(۲۳)

کتاب خانہ گنج بخش میں موجود نسخۂ کتاب کے آغاز میں درج ہے کہ اس کا مسودہ خود حضرت شاہ مقیم نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور شیخ فرید بازید نے اس کی نقل حضرت شاہ مقیم کے سجادہ نشین حضرت شاہ میر کی خدمت میں پیش کی اور محبوب سبحانی نامی شخص نے موجودہ نسخہ حضرت شاہ میر کے حکم کے مطابق اس نقل کی نقل کر کے تیار کیا:

"این نکات چندیست کہ قطب الاقطاب فرد الاحباب زبدۂ عارفان، دین و خلاصۂ کاملان اهل یقین حضرت شاہ محکم دین قدس سرہ بہ دست خاص الخاص خود مسودہ فرمودہ بودند و شیخ فرید بازید نقل از اصل برداشتہ از نظر مبارک هادی گم گشتگان کوی ضلالت عارف باللہ حضرت شاہ میر سلم اللہ گذرانیدہ بہ فرمودۂ آنحضرت این فدوی محبوب سبحانی مطابق نقل تسوید نمود تا هر کہ بخواند سعادت دارین برای خود حاصل نماید(۲۴)۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس نسخے کی نقل ہے جو حضرت شاہ میرؒ کے پاس تھا اور جس سے کتاب کا اردو ترجمہ کیا گیا۔ اس نسخہ کا سن تحریر درج نہیں ہے لیکن چونکہ یہ نسخہ حضرت امیر بالا پیرؒ کی حیات میں نقل کیا گیا جیسا کہ اوپر درج عبارت سے ظاہر ہے، اور حضرت امیر بالا پیر کا وصال ۱۱۰۲ق / ۱۶۹۰عیسوی میں ہوا(۲۵)۔ اس لیے یہ نسخہ یقیناً ۱۶۹۰ء(۱۱۰۱-۱۱۰۲ق) سے پہلے لکھا گیا اور اس کا شمار گیارہویں صدی ہجری کے مخطوطات میں ہونا چاہیے۔

آغاز نسخہ:

"بعد از تحمید خدای کریم رب رحیم اکرم الاکرمین و پس از نعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی آلہ الطیبین الطاہرین و منقبت چہار یار باعزو وقار و کلھم اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کہ زبان ہیچ یکی راتاب وصافی آن عالی مقامان نیست"(۲۶)

اختتام نسخہ:

"عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کند کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرمود کہ خلق بد ایمان را چنان تباہ کند کہ سرکہ عسل را۔ واللہ اعلم بالصواب"(۲۷)

کتاب کا نام ترقیمہ میں ذکر ہوا ہے:

"تمام شد نسخۂ متبرکہ درالعجایب بہ دستخط فقیر شیر علی۔۔۔(۲۸)"

فارسی زبان کا نثری صوفیانہ ادب کئی جہات پر مشتمل ہے۔ اس میں صوفیوں کے جمع کردہ ملفوظات بھی ہیں جیسے کہ مولانا رومی کے ملفوظات "فیہ مافیہ" اور خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات" فوائد الفواد" وغیرہ۔ اس میں احوال و کرامات اولیاء پر مشتمل کتابیں بھی ہیں جیسے خواجہ فرید الدین عطار کا "تذکرۃ الاولیاء" اور سید محمد کمال سنبھلی کا "اسرار یہ کشف صوفیہ" وغیرہ۔ اس صوفیانہ ادب کی ایک قسم وہ کتابیں بھی ہیں جن میں پند و نصیحت کے لیے مختلف دینی اور عرفانی موضوعات پر آیات و احادیث و اقوال پیش کیے جاتے ہیں اور مختلف روایتوں اور حکایتوں سے ان کی وضاحت کی جاتی ہے جیسے سید علی ہجویری کی "کشف المحجوب" اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی "عوارف المعارف" وغیرہ۔ "درالعجائب" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب میں مختلف دینی اور عرفانی موضوعات پر آیات واحادیث واقوال اور روایات پیش کی گئی ہیں۔ درالعجائب کی زبان بہت رواں اور شستہ ہے اور اس میں عرفانی روایات بیان کی گئی ہیں جیسا کہ احمد منزوی نے لکھا ہے:

"نثر فارسی آن گوناگون وخوب است۔۔۔ از آیات قرآنی و احادیث نبوی و اخبار تاریخی و عرفانی استفادہ کردہ است۔(۲۹)"

اس کتاب میں مختلف اخلاقی، دینی اور عرفانی موضوعات خصوصاً مرید اور پیر کے امور و معاملات پیش کیے گئے ہیں۔ ابواب بندی کی بجائے سادہ ترتیب سے درج کیے گئے ہیں۔ احمد منزوی کے بقول:

"موضوع این نسخہ حکایات اخلاقی و دینی و عرفانی ولطایف مرید و مراد و یا پیر و مرشد است۔ تقسیمات آن بر اساس مطالبی است کہ دنبال ہم می آید و عنوانہای آنہا: "حکایت" و "روایت" و "گفتہ شد" و "آوردہ اند" و "مرویست" و "گویند" و امثال اینہا باشد۔(۳۰)

کتاب میں پیش کیے گئے کچھ موضوعات نیچے درج کیے جاتے ہیں:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر، والدین، اعزاء اور ہمسایوں کے حقوق، نماز جنازہ، شراب، جوا، بت پرستی، بدگمانی، غیب اور جاسوسی، چغل خوری، حسد، تکبر، عورت، غصہ و معافی، زبان درازی و خاموشی، درویشوں سے دوستی، صبر، وضوو پاکیزگی، اذان، نماز، تلاوت قرآن، روزہ، زکوٰۃ و صدقات، غلاموں اور یتیموں سے سلوک، زنا و بدکاری، سود، کم تولنا، دوسروں سے نیکی، خوف خدا، ذکر الٰہی، درود و سلام، اصحاب رسول، دعا، شکر، اخلاق وغیرہ۔

درالعجائب کا انداز بیان یہ ہے کہ پہلے کوئی عارفانہ نکتہ یا حدیث شریف یا آیت بیان کی جاتی ہے اور پھر اس کے مطابق حکایات لائی جاتی ہیں۔ ایک مثال یہاں درج کی جاتی ہے:

حدیث شریف:

"ورسول گفت شما توبہ کنید، من کہ رسول ام، ہر روز صد بار توبہ می کنم۔۔۔"(۳۱)

اس حدیث شریف کے بیان و تشریح کے بعد یہ روایت درج کی گئی:

روایت:

"روایت می کنند روزی عبداللہ بن مسعود در صحرا کوفہ می گذشت۔ جماعتی فاسقان را دید کہ خمر می خورند و در میان ایشان مردی بود زادان نام، چیزی می نواخت و آواز داشت۔ عبداللہ چون آواز او بشنید، گفت، دریغا! آواز خوش داشت اگر بہ این قرآن خواندی، چہ خوش بودی۔ ناگاہ ترسی و ہیبتی در دل وی افتاد بیاید و بہ دست عبداللہ توبہ کرد و بہ طاعت مشغول شد"(۳۲)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ ۳۶۶۲،(اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش،۱۳۴۱ق)،۸۔

(۲) چشتی، نور احمد، تحقیقات چشتی، (لاہور: الفیصل ناشران کتب، ۲۰۱۴ء)، ۳۰۳۔

(۳) حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ ۳۶۶۲،(اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش،۱۳۴۱ق)،۹۔

(۴) آزاد القادری، محمد حسین، تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ، (لاہور: ورسٹائل پرنٹرز،۲۰۰۸ء)، ۲۰۲۔

(۵) چشتی، نور احمد، تحقیقات چشتی، ۳۰۵۔

(۶) کلیم قادری، محمد دین، تذکرہ مشائخ قادریہ، (لاہور: مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، ۱۹۷۵ء)، ۱۶۱۔

(۷) چشتی، نور احمد، تحقیقات چشتی، ۳۰۵۔

(۸) حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ ۳۶۶۲، ۲۳۔

(۹) ایضاً، ۲۰۔

(۱۰) کلیم قادری، محمد دین، تذکرہ مشائخ قادریہ، ۱۶۱۔

(۱۱) حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ ۳۶۶۲، ۲۰۔

(۱۲) بسمہ اصغر، "تصحیح مثنوی مددی با شرح حال و آثار سرایندہ"، پایان نامہ برای اخذ درجۂ کارشناسی تخصصی زبان و ادبیات فارسی، شعبۂ فارسی، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۲۳ء)، ۵-۶۔

(۱۳) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، اردو ترجمہ: حق نواز خان، (لاہور: مکتبہ حضرت شاہ مقیم، ۲۰۰۹ء)، ۹۔

(۱۴) حسینی استر آبادی، سید احمد علی، تذکرۂ مقیمی، نسخہ خطی، شمارہ ۳۶۶۲، ۲۳۔

(۱۵) چشتی، نور احمد، تحقیقات چشتی، ۳۰۷۔

(۱۶) آزاد القادری، محمد حسین، تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ، ۲۰۵۔

(۱۷) ایضاً۔

(۱۸) محمد بخش، میاں، سیف الملوک، (لاہور: شیخ غلام حسین اینڈ سنز، بی تا)، ۱۶۔

(۱۹) کلیم قادری، محمد دین، تذکرہ مشائخ قادریہ، ۱۶۲-۱۶۳۔

(۲۰) ایضاً۔

(۲۱) منزوی، احمد، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، مجلد چہارم، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۵ء)، ص ۲۳۱۹

(۲۲) کلیم قادری، محمد دین، تذکرہ مشائخ قادریہ، ۱۶۲۔

(۲۳) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، اردو ترجمہ: حق نواز خان، (لاہور: مکتبہ حضرت شاہ مقیم، ۲۰۰۹ء)، ۱۳۱-۱۳۲۔

(۲۴) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، نسخۂ خطی، شمارہ ۲۷۳، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، بی تا)، ۲-۳۔

(۲۵) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، اردو ترجمہ: حق نواز خان، (لاہور: مکتبہ حضرت شاہ مقیم، ۲۰۰۹ء)، ۹۴۔

(۲۶) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، نسخۂ خطی، شمارہ ۲۷۳، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، بی تا)، ۲۔

(۲۷) ایضاً، ۱۹۲۔

(۲۸) ایضاً۔

(۲۹) منزوی، احمد، فہرست نسخہ ہای خطی کتابخانہ گنج بخش، جلد اول، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۱ء)، ۱۷۷-۱۷۸

(۳۰) ایضاً۔

(۳۱) سید محمد مقیم، محکم الدین، در العجائب، نسخۂ خطی، شمارہ ۲۷۳، (اسلام آباد: کتابخانہ گنج بخش، بی تا)، ۱۷۔

(۳۲) ایضاً، ۱۷-۱۸۔

BIBLIOGRAPHY

- Azad Alqadiri, Muhammad Hussain, *Tarīkh-e Mash'aikh-e Qādiria Razzāqia*, (Lahore: Versatile Printers, 2008)
- Bisma Asghar, *Tashīh-e Masnavi Madadi Ba Sharh-e Hāl-o Asār-e Sarāendeh*, Thesis for BS Persian language and literature, Department of Persian, (Lahore: University of the Punjab, 2023)
- Chishti, Noor Ahmad, *Teḥqīqāt-e Chishtī*, (Lahore: Alfaisal Publications, 2014)
- Hussaini Astarabadi, Syed Ahmad Ali, *Taẕkira-e Muqīmi*, Manuscript, No. 3662, (Islamabad: Ganj Bakhsh Library, 1341AH)
- Kaleem Qadir, Muhammad Din, *Taẕkira Mash'aikh-e Qādiria*, (Lahore: Maktaba Nabavia, Ganj Bakhsh Road, 1975)
- Muhammad Bakhsh, Mian, *Saif al-Malūk*, (Lahore: Shaikh Ghulam Ali and Sons)
- Munzavi Ahmad, *Feḥrist-e Mushtarak-e Nuskha Ha e Khati Farsi Pakistan*, Vol 4 (Islamabad: Iran Pakistan Institute of Persian Studies, 1985)
- Munzavi, Ahmad, *Fehrist-e Nuskha Ha-e Khati-e Kitabkhana-e Ganj Bakhsh*, Vol 1, (Islamabad: Iran Pakistan Institute of Persian Studies, 1971)
- Syed Muhammad Muqeem, Mohkam Ud Din, *Dur al-'Ajaib*, Manuscript, (Islamabad, Ganj Bakhsh Library)
- Syed Muhammad Muqeem, Mohkam Ud Din, *Dur al-'Ajaib*, Urdu Translation: Haq Nawaz Khan, (Lahore: Maktaba Hazrat Shah Muqeem, 2009)

❖❖❖